مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ انصار کے ایثار کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے مکانات، باغات اور کھیت آدھے آدھے بانٹ کر برضا و رغبت اپنے دینی بھائیوں کو دے رہے تھے۔ دوسری طرف مہاجرین کی خودداری کا یہ عالم تھا کہ وہ کہتے تھے۔ ہمیں بازار کا راستہ دکھادو۔ ہم تجارت یا مزدوری کر کے پیٹ پالیں گے۔ یہ مواخات ارشاد ربانی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (سورۃ الحجرات: 10) (مسلمان جو ہیں سو بھائی ہیں) کی بے مثال عملی تفسیر تھی۔

مُساوات

حضرت محمد ﷺ نے ہمیں اپنے قول و عمل سے مساوات کا جو درس دیا ہے وہ تاریخ انسانی میں اپنی مثال آپ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک امیر و غریب، شاہ و گدا، آقا و غلام سب برابر تھے۔ آپ ﷺ نے خاندانی اور قبائلی فخر کو مٹایا۔ ذات پات اور رنگ و نسل کے تمام امتیازات کو ختم کر دیا۔ آپ ﷺ کے نزدیک سلمان فارسی، بلال حبشی اور صہیب رومی رضی اللہ عنہم کی قدر و منزلت قریش کے معززین سے کم نہ تھی۔

مسجد مسلمانوں کے لیے مساوات کی ایک عملی تربیت گاہ ہے اور نماز مساوات کا بہترین مظہر ہے۔ خواہ امیر ہو یا غریب، بڑا ہو یا چھوٹا، سب ایک ہی مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں۔ اسلام میں بزرگی کا انحصار ذات پات اور قبیلہ و خاندان کی بجائے نیکی اور تقویٰ پر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس حقیقت کو خطبۂ حجۃ الوداع میں یوں بیان فرمایا ہے:

اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ وَّاِنَّ اَبَاکُمْ وَاحِدٌ لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَّلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ وَّلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی

ترجمہ: اے لوگو! تم سب کا پروردگار ایک ہے اور تم سب کا باپ (آدم) ایک ہی ہے۔
پس کوئی فضیلت نہیں عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر، سرخ کو کالے پر، کالے کو سرخ پر، سوائے تقویٰ کے۔

مساوات کا عملی مظاہرہ اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید رضی اللہ عنہ سے کر دی۔ اس طرح آپ ﷺ نے اپنے بیٹھنے کے لیے کوئی نمایاں جگہ مخصوص نہ کی بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان بے تکلفی سے بیٹھ جایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کا لباس عام مسلمانوں کے لباس جیسا ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کا مکان نہایت سادہ اور چھوٹا سا تھا اور آپ ﷺ کی غذا بھی بہت سادہ ہوتی تھی۔

مسجد قبا اور مسجد نبوی کی تعمیر کرتے وقت حضرت محمد ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر کام کیا۔ اس طرح غزوۂ احزاب کے موقع پر بھی آپ ﷺ عام مسلمانوں کے ساتھ خندق کھودنے میں شریک رہے۔

صبر و استقلال

صبر کے لغوی معنی روکنے اور برداشت کرنے کے ہیں۔ یعنی اپنے نفس کو خوف اور گھبراہٹ سے روکنا اور مصائب و شدائد کو برداشت کرنا۔ استقلال کے لغوی معنی استحکام اور مضبوطی کے ہیں۔ الغرض صبر و استقلال دل کی مضبوطی، اخلاق بلندی اور ثابت قدمی کا نام ہے۔

قرآن مجید میں صبر کی بڑی فضیلت اور اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (سورۃ لقمان: 17)

ترجمہ: اور جو مصیبت آپ کو پیش آئے اسے برداشت کریں۔ یہ بڑے عزم کی بات ہے۔

دوسری جگہ پر فرمایا گیا:

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ: 153) ترجمہ: بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مصیبت اور پریشانی کے وقت اپنے بندوں کو صبر و رضا کی تاکید کی ہے۔ اور چونکہ انسان کی جان اور اس کا مال سب اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ اس لیے انسان پر لازم ہے کہ آزمائش کے وقت رضائے الٰہی کی خاطر صبر و سکون سے کام لے۔ جب حضرت محمد ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو کفار نے آپ ﷺ کو طرح طرح کی اذیتیں دیں۔ آپ ﷺ کو جھٹلایا۔ آپ ﷺ کا مذاق اڑایا۔ کسی نے (معاذ اللہ) جادوگر کہا اور کسی نے کاہن، مگر آپ ﷺ نے صبر و استقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور تبلیغ دین سے منہ نہ موڑا۔

ایک دن حضرت محمد ﷺ خانہ کعبہ کے نزدیک نماز پڑھ رہے تھے۔ حرم شریف میں اس وقت کفار کی ایک جماعت موجود تھی۔ عقبہ بن ابی معیط نے ابوجہل کے اکسانے پر اونٹ کی اوجھڑی سجدہ کی حالت میں آپ ﷺ کی پشت مبارک پر ڈال دی۔ اور مشرکین زور زور سے قہقہے لگانے لگے۔ کسی نے آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ وہ فوراً دوڑی ہوئی آئیں اور غلاظت آپ ﷺ کی پشت سے دور کی اور کافروں کو بددعا دی۔ اس پر حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔ "بیٹی صبر سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت دے، یہ نہیں جانتے کہ ان کی بہتری کس چیز میں ہے"

ابولہب حضور ﷺ کا چچا تھا۔ لیکن جب سے آپ ﷺ نے تبلیغ دین شروع کی وہ اور اس کی بیوی اُمِ جمیل دونوں آپ ﷺ کے دشمن ہو گئے۔ ابولہب نے یہ کہنا شروع کر دیا۔ "لوگو! (معاذ اللہ) یہ دیوانہ ہے۔ اس کی باتوں پر کان نہ دھرو"۔ اس کی بیوی حضور ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھاتی تھی۔ کئی مرتبہ آپ ﷺ کے تلوے لہولہان ہو گئے مگر آپؐ نے نہایت صبر و استقلال کے ساتھ اس تکلیف کو برداشت کیا۔ کبھی بددعا کے لیے ہاتھ نہ اٹھائے مگر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی اس گستاخی پر ان کی مذمت میں سورۃ لہب نازل کی۔

دشمنانِ حق نے جب یہ دیکھا کہ ان کی تمام تدبیروں کے باوجود حق کا نور چاروں طرف پھیلتا جا رہا ہے، تو انھوں نے نبوت کے ساتویں برس محرم الحرام میں خاندان بنو ہاشم سے قطع تعلق کر لیا۔ جس کی رو سے تمام قبائل عرب کو اس بات کا پابند کیا گیا کہ وہ بنو ہاشم سے ہر طرح کا لین دین اور میل جول بند کر دیں۔ اور ابولہب کے سوا پورا خاندان بنو ہاشم تین سال تک حضرت محمد ﷺ کے ساتھ شعب ابی طالب میں محصور رہا۔ اس دوران انھوں نے اتنی تکلیفیں اٹھائیں جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر اس موقع پر "رحمۃ للعالمین ﷺ" نے نہایت صبر و ضبط اور بڑی پامردی و استقامت سے ان حالات کا مقابلہ کیا۔ اس طرح آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے جاں نثار صحابہ کرامؓ بھی رضائے الٰہی کی خاطر مصروفِ جہاد رہے اور اس راہ میں پیش آنے والی تمام تکلیفوں کو بے مثال صبر و استقامت سے برداشت کرتے رہے۔